اِسلامی مملکت کے بُنیادی اُصول

۲۲ دستوری اُصول جنہیں ۳۱ ممتاز علماء نے جنوری ۱۹۵۱ء میں متفقہ طور پر طے کیا

۱ — اصل حاکم تشریعی و تکوینی حیثیت سے اللہ رب العالمین ہے۔

۲ — ملک کا قانون کتاب و سنّت پر مبنی ہوگا اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جا سکے گا، جو کتاب و سنّت کے خلاف ہو،

(تشریحی نوٹ) اگر ملک میں پہلے سے کچھ ایسے قوانین جاری ہوں جو کتاب و سنّت کے خلاف ہوں تو اُس کی تصریح بھی ضروری ہے کہ وہ بتدریج ایک معینہ مدّت کے اندر منسوخ یا شریعت کے مطابق کر دیے جائیں گے۔

۳ — مملکت کسی جغرافیائی، نسلی، لسانی یا کسی اور تصوّر پر نہیں، بلکہ ان اُصول و مقاصد پر مبنی ہوگی جس کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطۂ حیات ہے۔

۴ — اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ قرآن و سنّت کے بتائے ہوئے معروفات کو قائم کرے، منکرات کو مٹائے اور شعائرِ اسلامی کے احیاء و اعلاء اور مسلّمہ اسلامی فرقوں کے لیے ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری اسلامی تعلیم کا انتظام کرے۔

۵ — اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مسلمانانِ عالم کے رشتۂ اتحاد و اخوّت کو قوی سے قوی تر کرنے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبیّت جاہلیہ کی بُنیادوں پر نسلی و لسانی علاقائی یا دیگر مادّی امتیازات کے اُبھرنے کی راہیں مسدود کر کے ملّتِ اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ و استحکام کا انتظام کرے۔

۶ — مملکت بلا امتیازِ مذہب و نسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی لابدی انسانی ضروریات یعنی غذا، لباس، مسکن، معالجہ اور تعلیم کی کفیل ہوگی جو اکتساب رزق کے قابل نہ ہوں، یا نہ رہے ہوں یا عارضی طور پر بے روزگاری، بیماری یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سعیِ اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

۷ — باشندگانِ ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعتِ اسلامیہ نے ان کو عطا کیے ہیں۔ یعنی حدودِ قانون کے اندر تحفظِ جان و مال و آبرو، آزادیٔ مذہب و مسلک، آزادیٔ عبادت، آزادیٔ ذات، آزادیٔ اظہارِ رائے، آزادیٔ نقل و حرکت، آزادیٔ اجتماع، آزادیٔ اکتسابِ رزق، ترقی کے مواقع میں یکسانی اور رفاہی ادارات سے استفادہ کا حق۔

۸ — مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی شہری کا کوئی حق اسلامی قانون کی سندِ جواز کے بغیر کسی وقت سلب نہ کیا جائے گا اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمیٔ موقعِ صفائی و فیصلۂ عدالت کوئی سزا نہ دی جائے گی۔

۹ — مسلّمہ اسلامی فرقوں کو حدودِ قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ انہیں اپنے پیروؤں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہوگا۔ وہ اپنے خیالات کی آزادی کے ساتھ اشاعت کرسکیں گے۔ ان کے شخصی معاملات کے فیصلے اُن کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہوگا کہ انہیں کے قاضی یہ فیصلے کریں۔

۱۰ — غیر مسلم باشندگانِ مملکت کو حدودِ قانون کے اندر مذہب و عبادت، تہذیب و ثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی حاصل ہوگی اور انہیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون یا رسم و رواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔

۱۱ — غیر مسلم باشندگانِ مملکت سے حدودِ شرعیہ کے اندر جو معاہدات کیے گئے ہوں گے ان کی پابندی لازمی ہوگی اور جن حقوقِ شہری کا ذکر دفعہ نمبر ۷ میں کیا گیا ہے، ان میں غیر مسلم باشندگانِ ملک اور مسلم باشندگانِ ملک سب برابر کے شریک ہوں گے۔

۱۲ — رئیسِ مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے، جس کے تدیّن، صلاحیت اور اصابتِ رائے پر جمہور یا اُن کے منتخب نمائندوں کو اعتماد ہو۔

۱۳ — رئیسِ مملکت ہی نظمِ مملکت کا اصل ذمہ دار ہوگا۔ البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جز کسی فرد یا جماعت کو تفویض کرسکتا ہے۔

۱۴ — رئیسِ مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں بلکہ شورائی ہوگی۔ یعنی وہ ارکانِ حکومت اور منتخب نمائندگانِ جمہور سے مشورہ لے کر اپنے فرائض انجام دے گا۔

۱۵ ـــــ رئیس مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ دستور کو کُلاً یا جزواً معطل کر کے شوریٰ کے بغیر حکومت کرنے لگے۔

۱۶ ـــــ جو جماعت رئیس مملکت کے انتخاب کی مجاز ہو گی، وہی کثرتِ آراء سے اُسے معزول کرنے کی بھی مجاز ہو گی۔

۱۷ ـــــ رئیسِ مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہو گا اور قانونی مواخذہ سے بالاتر نہ ہو گا۔

۱۸ ـــــ ارکان و عمّالِ حکومت اور عام شہریوں کے لیے ایک ہی قانون و ضابطہ ہو گا اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اس کو نافذ کریں گی۔

۱۹ ـــــ محکمۂ عدلیہ، محکمۂ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہو گا تاکہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہیئتِ انتظامیہ سے اثر پذیر نہ ہو۔

۲۰ ـــــ ایسے افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت ممنوع ہو گی، جو مملکتِ اسلامی کے اساسی اُصول و مبادی کے انہدام کا باعث ہوں۔

۲۱ ـــــ ملک کے مختلف ولایات و اقطاع مملکت واحدہ کے اجزاءِ انتظامی متصوّر ہوں گے۔ ان کی حیثیت نسلی، لسانی یا قبائلی واحدہ جات کی نہیں بلکہ محض انتظامی علاقوں کی ہو گی، جنہیں انتظامی سہولتوں کے پیشِ نظر مرکز کی سیادت کے تابع انتظامی اختیارات سپرد کرنا جائز ہو گا۔ مگر انہیں مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہو گا۔

۲۲ ـــــ دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہو گی جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

---

۳۱ علمائے کرام کے اسمائے گرامی

۱ ـــــ مولانا سیّد سلیمان ندوی صدر مجلس

۲ ـــــ مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی ۔ امیر جماعتِ اسلامی پاکستان

۳ ـــــ مولانا مفتی محمد شفیع ۔ ممبر بورڈ تعلیماتِ اسلامیہ۔

۴ — مولانا مفتی جعفر حسین مجتہد - ممبر بورڈ تعلیماتِ اسلامیہ۔

۵ — پروفیسر عبدالخالق - ممبر بورڈ تعلیماتِ اسلامیہ۔

۶ — مولانا محمد ظفر احمد انصاری - سیکرٹری بورڈ تعلیمات اسلامیہ۔

۷ — مولانا شمس الحق افغانی - وزیر امور مذہبی - قلات سٹیٹ۔

۸ — مولانا احتشام الحق - مہتمم دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار سندھ۔

۹ — مولانا بدرِ عالم - صدر حدیث ڈیپارٹمنٹ دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار سندھ۔

۱۰ — مولانا محمد یوسف بنوری - شیخ التفسیر دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار سندھ۔

۱۱ — مولانا محمد عبدالحمید قادری بدایونی - صدر جمعیت علمائے پاکستان سندھ۔

۱۲ — مولانا محمد ادریس - شیخ الجامعہ - جامعہ عباسیہ بہاول پور۔

۱۳ — مولانا خیر محمد مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان۔

۱۴ — مولانا مفتی محمد حسن مہتمم مدرسہ اشرفیہ لاہور

۱۵ — پیر صاحب محمد امین الحسنات پیر مانکی شریف۔

۱۶ — حاجی خادم الاسلام محمد امین - خلیفہ حاجی ترنگ زئی - پشاور۔

۱۷ — مولانا عبدالصمد سربازی - قاضی قلات سٹیٹ۔

۱۸ — مولانا اطہر علی - صدر عامل جمعیت علمائے اسلام مغربی پاکستان۔

۱۹ — مولانا ابوجعفر محمد صالح - امیر جمعیت حزب اللہ مغربی پاکستان۔

۲۰ — مولانا راغب احسن - نائب صدر جمعیت علمائے اسلام، مغربی پاکستان۔

۲۱ — مولانا محمد حبیب الرحمٰن نائب صدر جمعیت المدرسین، سرسینہ شریف مغربی پاکستان۔

۲۲ — مولانا محمد علی جالندھری مجلسِ احرار اسلام پاکستان۔

۲۳ — مولانا سید محمد داؤد غزنوی - صدر جمعیت اہل حدیث مشرقی پاکستان۔

۲۴ — مولانا مفتی حافظ کفایت حسین - مجتہد ادارہ عالیہ تحفظ حقوق شیعیانِ پاکستان۔

۲۵ — مولانا محمد اسماعیل - ناظم جمعیت اہل حدیث مشرقی پاکستان۔

۲۶ — مولانا حبیب اللہ - جامعہ دینیہ دارالہدیٰ - ٹیری۔